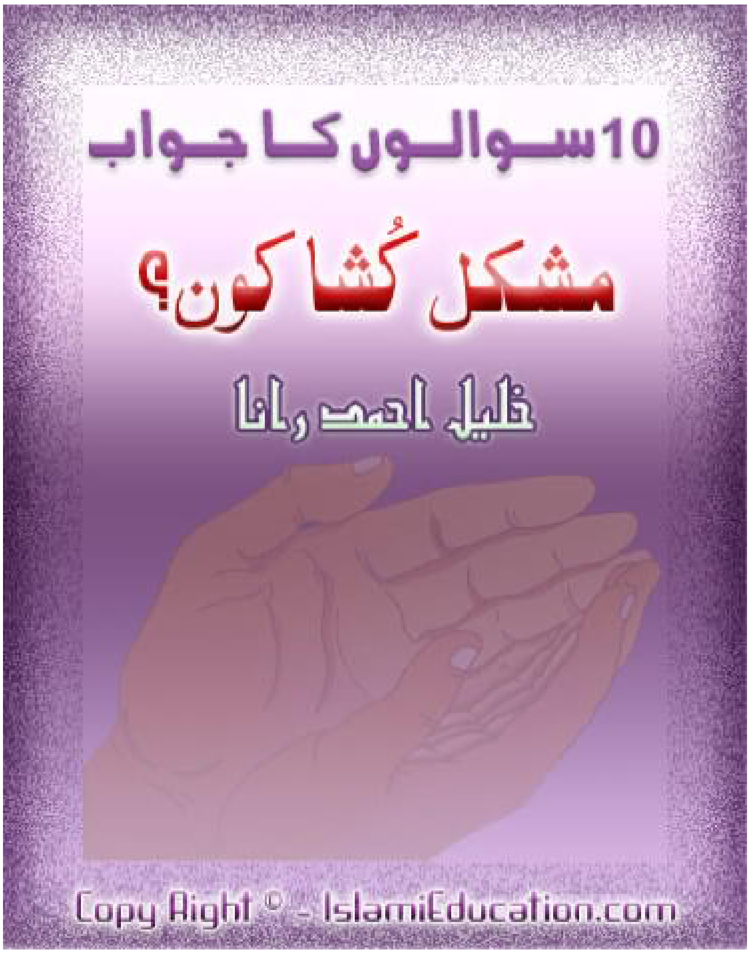

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّ حِيْمِ ط

مشکل کُشا کون؟

10 سوالوں کا جواب

خلیل احمد رانا

کچھ عرصہ ہوا ملتان کے ایک بوڑھے نجدی غیر مقلد شیخ نور محمد، محلّہ وزیر آباد، گلی نمبر ۳، مکان نمبر ۱۰۰۴ (ملتان شہر) نے ایک ورقی اشتہار بنام ''خدا کے سوا کوئی اور مشکل حل کرنے پر قادر ہے؟'' شائع کیا تھا، پھر یہ اشتہار غیر مقلدین نے اپنے رسائل وغیرہ میں شائع کرنے کے علاوہ کافی تعداد میں شائع کیا، اب انٹرنیٹ کے ذریعے اس کی اشاعت کی جارہی ہے، لہٰذا اس کے جواب کی اشاعت ضروری ہے۔

بعض لوگ یہ کہہ دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو مشکل کشا نہیں کہنا چاہئے، مخلوق میں سے کسی کے لئے ایسا نام درست نہیں جو اللہ تعالیٰ کے لئے ہو، کیونکہ اس سے شرک کا شبہ پڑتا ہے۔

عرض ہے کہ "مشکل کشا" ایسا نام نہیں کہ جس کا استعمال قرآن و حدیث میں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے مخصوص قرار دیا ہو اور دوسروں کے لئے ایسا نام استعمال کرنا شرک ہو، نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے بلکہ یہ لفظ خالق و مخلوق دونوں پر بولا جا سکتا ہے، البتہ خالق کے لئے استعمال کرنے میں اس کے جو معنی ہوتے ہیں، مخلوق کے لئے وہ معنی مراد نہیں ہوتے، جس طرح رؤف، رحیم، کریم، سمیع، بصیر، مولیٰ وغیرہ متعدد الفاظ قرآن و حدیث میں خالق و مخلوق دونوں کے لئے استعمال ہوتے ہیں مگر ہر جگہ معنی الگ الگ ہیں۔

معروف عالم دین مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی، سابق خطیب جامع مسجد چوک دالگراں، لاہور (روپڑی کی نسبت، قصبہ روپڑ، ضلع ہوشیار پور، مشرقی پنجاب، بھارت کی وجہ سے ہے) سے کسی صاحب نے سوال کیا کہ قرآن میں لفظ "خلق" کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف بھی ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف بھی، اس کی وضاحت فرمائیں۔

تو اس سوال کے جواب میں حافظ ثناء اللہ صاحب مدنی نے "لفظ خلق کی اضافت عابد و معبود دونوں کی طرف ہے، دونوں میں کیا فرق ہے؟" کے عنوان سے ایک مضمون لکھا، جس کا ایک اقتباس درج ذیل ہے:

"صفات الٰہیہ میں سے بعض ایسی بھی ہیں جو بندوں اور خالق کے درمیان مشترک نظر آتی ہیں، مثلاً علم، سمع، بصر، رویت، ید او غیرہ وغیرہ لیکن یہ اشتراک صرف ظاہری اور لفظی ہے ورنہ بندے کی طرف ان کی اضافت اس کے مناسب حال عجز کے اعتبار سے ہے اور خالقِ کائنات کی طرف ان کی نسبت اس کے کمال کے اعتبار سے ہے، قرآن کریم میں لیس کمثلہ شیئٌ وھو السمیع البصیر، اس جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ دیکھتا سنتا ہے (اور) انسان کے بارے میں ہے جعلنہ سمیعاً بصیرا تو ہم نے اس کو سنتا دیکھتا بنایا"۔ (ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث، لاہور، شمارہ ۱۵/ جولائی ۱۹۸۸ء ص ۵)

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لقد جاء کم رسولٌ من انفسکم عزیزٌ علیہ ما عنتم حریصٌ علیکم بالمومنین رؤف

رحیم (سورۃ توبہ ، آیت ۱۲۸)

انہ لقول رسول کریم (سورۃ الحاقۃ ، آیت ۴۰)

قرآن نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عزیز، رؤف، رحیم، کریم کہا، یہ بھی اللہ تعالیٰ کے نام ہیں، اگر ان ناموں کے اشتراک سے شرک نہیں تو مشکل کشا کے نام سے شرک کیسے ہوگا؟

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قال ابراھیم ربی الذی یحی ویمیت قال انا اُحی و اُمیت (سورۃ البقرہ، آیت ۲۵۸)

''جب کہ ابراہیم علیہ السلام نے نمرود سے کہا کہ میرا رب وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے تو نمرود بولا میں بھی زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں''۔

قرآن مجید میں دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرا باذن اللہ وابری الاکمہ والابرص واحی الموتٰی باذن اللہ (سورۃ آل عمران، آیتؑ)

''میں تمہارے لئے بناتا ہوں مٹی سے پرندوں کی سی صورت پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے پرندہ ہوجاتی ہے اور مادرزاد اندھے کوڑھی کو تندرست کردیتا ہوں اور اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کردیتا ہوں''۔

موت وحیات دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے، نمرود نے موت وحیات دینے کی نسبت اپنی طرف کی تو یہ شرک ہے، لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مردوں کو زندہ کرنے کی نسبت عطائے الٰہی سے اپنی طرف کی جو عین ایمان ہے، اگر کوئی مومن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو باذن اللہ مشکل کشا مانے تو شرک کیسے ہوگا؟

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

ویضع عنھم اصرھم والاغلٰل التی کانت علیھم (۹، سورۃ الاعراف، آیت ۱۵۷)

ترجمہ ۔اور ان کا بوجھ اُتارتے ہیں اور (دور کرتے ہیں ان سے) گلے کے طوق جو ان پر تھے۔

یعنی آپ بندوں پر سے ان کے بھاری بوجھوں کو اور سخت تکلیفوں کے پھندوں کو اُتارتے ہیں۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

"کتٰبٌ انزلنه الیك لتخرج الناس من الظلمٰت الی النور "(سکتہ۱۳، سورۃ ابراھیم، آیتؕ)

ترجمہ۔ (یہ) کتاب ہے ہم نے اسے آپ کی طرف نازل فرمایا کہ آپ لوگوں کو تاریکیوں سے اُجالے میں لائیں۔

ایمان سے کہیں کہ انسانوں کو ظلمت اور گمراہیوں سے نکال کر راہ ہدایت کی طرف لانا، یہ انسانوں کی مشکل کشائی نہیں تو اور کیا ہے؟ ان آیات میں انسانوں کو مشکل سے نکالنے کی نسبت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی گئی ہے۔

کیا اللّٰہ کے سوا کوئی اور مشکل حل کرنے پر قادر ھے؟

سوال کی دس شکلیں اور جوابات

سوال نمبر ۱۔ زید کو کسی مشکل کا سامنا ہے، وہ چاہتا ہے کہ میری مشکل دور ہو، وہ اللہ کے سوا کسی دوسری ہستی کو پکارنا چاہتا ہے جو اس کی مشکل دور کر دے، اب اگر اللہ کے سوا کوئی اور ہستی مشکل حل کر سکتی ہے تو بتایئے کہ سائل اور مشکل کشا کے درمیان ہزاروں میل کی دوری پر وہ زندگی میں یا زندگی کے بعد قبر میں آواز سن سکتا ہے؟

جواب:۔ ہر مشکل میں مشکل کشا کو پکارا ہی نہیں جاتا، بلکہ قانون قدرت کا اتباع ضروری ہے، مثلاً زید کو بھوک یا پیاس یا بیماری کی مشکل کا سامنا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان مشکلات کا حل روٹی، پانی، دوائی کے سپرد فرمایا ہوا ہے، زید کو چاہیئے کہ بسم اللہ شریف پڑھ کر ان چیزوں کو حسب قانون قدرت و شریعت استعمال کرے بمشیتہٖ تعالیٰ مشکل دور ہو جائے گی اور اگر بجائے استعمال کرنے کے ''یا روٹی، یا پانی، یا دوائی'' کہہ کر ان مشکل کشاؤں کو پکارتا ہے تو مجنون سمجھا جائے گا، بلکہ اگر ان کی موجودگی میں انہیں استعمال نہ کرے اور صرف مشکل کشائے حقیقی جل مجدہٗ کو ''یا اللہ، یارب'' کہہ کر پکارنا شروع کر دے اور بھوکا پیاسا مر جائے تو حرام کی موت مرے گا، کیونکہ قانون قدرت سے منہ موڑنا جرم و گناہ ہے، اگرچہ ''یا اللہ'' کہنا عبادت ہے، اور اگر دوائی استعمال کرنے کے باوجود بیمار کو آرام نہ ملے اور وہ ''یا ارحم الراحمین'' کہہ کر مشکل کشائے حقیقی کو اور ''یا رسول اللہ'' (صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ کر مشکل کشائے عطائی کو پکارے تو یہ طریقۂ علاج درست ہے اور اس سے صاحب نسبت اور خوش عقیدہ تندرست ہو جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ''یا محمد'' کہا تھا اور یکدم تندرست ہو گئے تھے (طبقات ابن سعد، جلد ۴، ص ۱۵۴۔ الادب المفرد، از امام بخاری، اُردو ترجمہ، مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی ۱۹۸۳ء، ص ۲۸۴۔ تحفۃ الذاکرین، از امام الوہابیہ محمد بن علی شوکانی، عربی، مطبوعہ بیروت، ص ۲۶۰)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ایسی قوت سماعت مرحمت فرمائی ہوئی ہے کہ ہزاروں نہیں لاکھوں کروڑوں میلوں کی دوری سے بھی آپ آواز سن سکتے ہیں۔

مادی ذرائع اور قوت سے تو عام انسان بھی پاکستان میں بیٹھا ہزاروں میل دور امریکہ میں بات کرنے والے کی آواز سن لیتا ہے، اور جس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ روحانی قوت حاصل ہو، اُس کی قوت سماعت کا کیا اندازہ ہے، کیونکہ روحانیت کی طاقت مادیت سے زیادہ ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت میں اپنے صحابی ''نعیم نحام'' (جو کہ زمین پر تھے) کے کھانسنے کی آواز سن لی تھی، اسی بنا پر انہیں ''نحام'' یعنی کھانسنے والا کہا جاتا ہے۔ (طبقات ابن سعد، ج ۴، ص ۱۳۸)

اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ کو ساری مخلوق کی آواز سننے کی قوت عطا فرما رکھی ہے۔ (جلاء الافہام، مطبوعہ، مصر، ص ۵۲)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے آپ نے فرمایا! ''ليس من عبدى يصلى على الا بلغني صوته حيث كان قلنا و بعد وفاتك ؟ قال : و بعد وفاتي، کوئی بندہ (کسی جگہ سے) مجھ پر درود نہیں پڑھتا مگر اس کی آواز مجھ تک پہنچ جاتی ہے وہ جہاں بھی ہو، (صحابہ نے) عرض کیا، حضور آپ کی وفات کے بعد بھی؟ فرمایا، ہاں! میری وفات کے بعد بھی۔ (جلاء الافہام، از امام الوہابیہ ابن قیم الجوزیہ، مطبوعہ قاہرہ، مصر، ص ۶۳)

ہزاروں میل کی دوری سے ہزاروں لاکھوں اُمتی ہر وقت درود شریف پڑھ رہے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کا درود سن رہے ہیں۔

سوال یہ تھا " بتائیے کہ سائل اور مشکل کشا کے درمیان ہزاروں میل کی دوری پر وہ زندگی میں یا زندگی کے بعد قبر میں آواز سن سکتا ہے؟ تو اس کا جواب مذکورہ حدیث شریف سے ہوگیا"۔

سوال نمبر ۲۔ بالفرض یہ ثابت ہو جائے کہ وہ اتنے فاصلوں پر آواز سن سکتا ہے تو پھر یہ سوال پیدا

ہوتا ہے کہ آیا وہ دنیا کی ہر زبان سے واقف ہے یا نہیں؟ مثلاً سرائیکی والا سرائیکی میں پیش کرے گا، اسی طرح جرمن والا جرمنی زبان میں، انگریز انگریزی میں اور پٹھان پشتو میں آواز دے گا۔

جواب۔ قرآن مجید شاہد ہے کہ سیدنا آدم علیہ السلام کو تمام زبانوں کا علم عطا فرمایا گیا تھا (سورۃ البقرہ، آیت ۳۱) اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر قسم کی بولنے والی سب قوموں کا نبی بنایا گیا ہے۔ (سورۃ الاعراف، آیت ۱۵۸۔ سورۃ السبا، آیت ۲۸) اور یہ قانون قدرت ہے کہ نبی کو اس کی اُمت کی سب بولیاں سکھائی جاتی ہیں (سورۃ ابراھیم، آیت ۴) بلکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے وسیع تر احاطہ میں حیوانات و بہائم اور تمام عالمین ارضی وسماوی داخل ہیں (سورۃ الفرقان، آیت ۱) تو ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انسانوں کی سب بولیاں جانتے ہیں اور حیوانات کی بھی، بنابریں احادیث مبارکہ میں صراحت کے ساتھ مذکور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چڑیوں، ہرنیوں، اونٹوں نے حاضر ہو کر اپنی اپنی بولیوں میں فریادیں کیں اور آپ نے سب کی بولیاں سمجھ کر سب کی مشکل کشائی فرمائی۔

سوال نمبر ۳۔ اگر یہ بات بھی ثابت کر دی جائے کہ وہ ہستی ہر زبان سے واقف ہے تو پھر سوال پیدا ہوگا کہ اگر ایک لمحہ میں سینکڑوں یا ہزاروں لوگ اپنی مشکل اس کے سامنے پیش کریں، تو کیا وہ ان سب کی مشکلات اسی لمحہ سُن اور سمجھ لے گا یا اس کے لئے قطار بنانے کی ضرورت پیش آئے گی۔

جواب۔ اللہ تعالیٰ کے اولوالعزم پیغمبروں کو اپنے آپ پر قیاس کرنا بہت بڑی بد نصیبی ہے، ان کی قوت قدسیہ کا یہ عالم ہے کہ ان منگتو ں کو قطار بنانے کی ضرورت پیش نہیں آتی، بلکہ اللہ تعالیٰ کے خزانوں سے لے کر اس کے حکم کے مطابق اس کی بخشی ہوئی قوت سے یک دم بھکاریوں کی مرادیں پوری کر دینا ان کے لئے کچھ مشکل نہیں، سائل اگر کور چشم نہیں تو ہر روز مشاہدہ کرتا ہوگا کہ سورج سے دنیائے عالم کا ہر ذرہ قطار بنائے بغیر روشنی حاصل کرتا رہتا ہے تو آفتاب نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کا ساری اُمت کو بیک ساعت فیض پہنچانا سائل بدنصیب کو کس اصول کے تحت محال نظر آتا ہے، کیا سائل نے احادیث شفاعت نہیں پڑھیں یا نہیں سنیں؟ بروز محشر ساری کائنات براہ راست مشکل کشائے حقیقی اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ کے حضور حاضر نہیں ہوگی بلکہ مشکل کشائے عطائی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آستانہ

رحمت پر جبین نیاز جھکائے گی اور آپ قطار میں کھڑا کرنے کے بغیر سب کی مشکل کشائی فرمائیں گے، اندازہ کرلو اُس وقت کتنی مخلوق ہوگی۔

سوال نمبر ٤۔ کیا اس ہستی کو کبھی نیند بھی آتی ہے یا وہ ہمیشہ جاگتا رہتا ہے، اگر کبھی نیند آتی ہے تو پھر ہمارے پاس ایک لسٹ ہونی چاہیئے کہ کب اس کو نیند آتی ہے اور کب وہ جاگ رہا ہوتا ہے تاکہ ہم اپنی مشکل صرف اسی وقت پیش کریں جب کہ وہ سو نہ رہا ہو، یا وہ نیند میں بھی سنتا ہے؟۔

جواب۔ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کی نیند دوسروں کی بیداریوں سے ہزار درجہ بہتر ہے، اسی لئے حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر نیند میں بھی وحی اُترا کرتی ہے، یہ جو ہر سال ۱۰، ۱۱، ۱۲ ذی الحجہ کو لاکھوں قربانیاں دی جاتی ہیں، یہ اسی وحی کا نتیجہ ہیں جو حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر نیند کی حالت میں اُتری تھی، اور یہ جو ہر مسجد میں ہر روز پانچ اذانیں دی جاتی ہیں، ان کا حکم بھی نیند ہی میں ملا تھا (مشکوٰۃ، ص ٦٤)۔

بنابریں حضور اقدس ﷺ کی نیند ناقص وضو نہیں، کیونکہ نیند کی حالت میں بھی آپ کا قلب انور جاگتا رہتا ہے (مشکوٰۃ، ص ١٠٦)۔

آپ ﷺ آرام فرما رہے تھے، حضرت بلال جاگ رہے تھے، ان کے پاس شیطان آیا، اس نے انہیں بچوں کی مانند تھپکیاں دے کر سُلا دیا، یہ سارا منظر آپ ﷺ نے نیند میں دیکھا اور تھپکیوں کی آواز سُنی پھر اُٹھ کر سب کچھ بیان فرما دیا۔ (مشکوٰۃ، ص ٦٠)

ایک دوسرا واقعہ ہے کہ آپ ﷺ کا شانۂ رحمت میں آرام فرما رہے تھے، حضرت ابوہریرہ مال زکوٰۃ کی حفاظت پر مامور تھے، تین شب لگاتار چور آتا رہا، ہر بار پکڑا جاتا رہا، پھر کچھ جھوٹ کچھ سچ بول کر چھوٹ جاتا رہا، آنحضرت ﷺ اس کی سب حرکتوں کو دیکھتے رہے اور اس کی سب باتوں کو سنتے رہے، جتنا اس نے جھوٹ بولا تھا وہ بھی اور جتنا سچ کہا تھا وہ بھی آپ نے ابوہریرہ کو بتا دیا پھر فرمایا وہ چور شیطان تھا، (مشکوٰۃ، ص ١٨٥)

سوال نمبر ٥۔ ایک شخص بولنے سے قاصر ہے وہ ایسی مشکل میں مبتلا ہے کہ گلہ بند ہو چکا ہے، اگر وہ دل ہی دل میں اپنی مشکل پیش کرے تو کیا وہ اس کی دلی فریاد بھی سُن لے گا؟

جواب۔ بے شک قرآن وحدیث گواہ ہیں کہ انبیا اور رُسل عظام علیہم الصلوٰۃ

والسلام کے سر کے کان زبان کی باتوں کو ، اور دل کے کان دل کی فریادوں کو سن لیتے ھیں ملاحظه هو:

۱۔فرشتے''**ما تمکرون**'' کو یعنی لوگوں کی خفیہ تدبیروں کو لکھ لیتے ہیں جن کا تعلق دل ہی سے ہوتا ہے۔ (سورۃ یونس،آیت ۲۱)

۲۔حضوراقدس ﷺ کو حکم دیا گیا کہ''جو لوگ اللہ کی رضا چاہتے ہیں ان سے اپنی جان مانوس رکھو،اور انہیں اپنے سے دور نہ کرو اور جن کے دل اللہ کی یاد سے غافل ہیں ان کا کہانہ مانو۔(سورۃ الانعام،آیت ۵۲۔ سورۃ الکہف،آیت ۲۸) اللہ کی رضا دل ہی سے چاہی جاتی ہے،اور جو غافل دل کو نہ جانتا ہو،وہ اس سے بچ نہیں سکتا،معلوم ہوا کہ آپ دل کے ارادوں کو،دل کی غفلتوں کو جانتے ہیں تو ظاہر ہے دلی فریاد بھی سُن سکتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے سب اعمال ملاحظہ فرماتے رہتے ہیں۔(سورۃ توبہ،آیت ۹۴)

دل سے اچھی یا بُری نیت کی جائے تو وہ بھی اعمال میں داخل ہے،اس مضمون کی احادیث بے شمار ہیں مگر بنا براختصار آیات مبارکہ پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

سوال نمبر ٦۔ انسان کو پیدائش سے لے کر موت تک چھوٹی بڑی تمام مشکلات کا سامنا ہوتا ہے اگر وہ تمام مشکلات اللہ تعالیٰ حل کرسکتا ہے تو پھر غیر کی طرف رجوع کرنے کی کیا ضرورت ہے؟اور اگر غیراللہ ان تمام مشکلات کو حل کرنے پر قادر ہے تو پھر اللہ کی کیا حاجت؟

جواب ۔ سائل کی پیدائش سے پہلے اس کی والدہ نے اس کے والد کی طرف رجوع کیا،جو غیراللہ ہے، پھر سائل نے شکم مادر میں پرورش پانے کے لئے خون حیض کی طرف رجوع کیا جو غیراللہ ہے،پھر سائل کی پیدائش کے وقت اس کی والدہ نے لیڈی ڈاکٹر کی طرف رجوع کیا،جو غیراللہ ہے،پھر سائل نے دوسال تک شیر مادر کی طرف رجوع کیا،جو غیراللہ ہے،پھر آج تک سائل نے کھانے پینے،رہنے سہنے،پڑھنے،پہننے اوڑھنے کے سلسلہ میں علاج معالجہ،حجامت بنوانے وغیرہ لاکھوں مرتبہ غیراللہ کی طرف رجوع کیا،پھر سائل جب مرجائے گا تو غسّال اور گورکن کی طرف،کفن پہنانے،لاشہ اُٹھانے،دفنانے والوں کی طرف رجوع کرے گا،تعجب ہے کہ اس کثرت سے غیراللہ کی طرف رجوع کرنے والا علماء سے پوچھتا ہے کہ''غیر کی طرف رجوع کرنے کی کیا ضرورت ہے''

خدا معلوم اس خیال کے لوگوں کی عقلیں کیوں ماری جاتی ھیں؟ سائل بے چارے کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے، اسباب کا بھی، مسببات کا بھی، اس لئے اس کی طرف ہر ایک کو ہر وقت احتیاج رہتی ہے اور اس نے اپنی حکمت سے ایک مخلوق کو دوسری کا محتاج بنا کر پیدا فرمایا ہے، اس لئے غیر کی طرف رجوع کی بھی ضرورت رہتی ہے، جو درحقیقت اُسی کی طرف رجوع ہے کیونکہ اسی نے یہ سلسلہ اسی طرح جاری فرمایا ہے۔ (جل جلالہٗ)

سوال نمبر ۷۔ اگر غیر اللہ مشکل کشا تمام مشکلات حل کرنے پر قادر نہیں تو ہوسکتا ہے کہ کچھ مشکلات حل کرنے کا بیڑا خدا نے اُٹھایا ہوا ور کچھ مشکلات حل کرنے کے اختیارات کسی غیر کو دے رکھے ہوں، ایسی صورت میں تو ہمارے پاس یہ فہرست ہونی چاہئے کہ کون کون سی مشکلات خدا تعالیٰ حل کرنے پر قادر ہے اور کون کون سی مشکلات غیر اللہ حل کرسکتا ہے تا کہ سائل اپنی مشکل اسی کے سامنے پیش کرسکے جو اس کے حل کرنے پر قادر ہو۔

جواب۔ ہر مشکل کو حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہی حل فرماتا ہے، اس نے اپنی حکمت بالغہ کی بنا پر مخلوقات کی حلّ مشکلات کے لئے صرف ذریعہ اور وسیلہ بنایا ہوا ہے، بھوک، پیاس، بیماری کی مشکلات کو اللہ تعالیٰ ہی حل فرماتا ہے، مگر اس نے روٹی پانی دوائی کو اس کے حل کا ذریعہ بنایا ہوا ہے، سائل بھی قبض دور کرنے والی دوائی کو قبض کشا (دوسرے لفظوں میں مشکل کشا) ہی کہتا ہے، یونہی کفر وشرک، جہل وضلال کی مشکلات کو اللہ تعالیٰ ہی دور فرماتا ہے مگر اس نے انبیاء ومرسلین واولیاء وکاملین، علماء ربانین (علیہم السلام ورضی اللہ عنہم) کو ان مشکلات کے حل کا وسیلہ ارشاد فرمایا ہوا ہے، اسی طرح عذاب دنیا ہو یا عذاب آخرت، عذاب نار ہو یا عذاب زمہریر سب کو خدا تعالیٰ ہی دور فرماتا ہے، مگر اس نے ان عذابوں اور مشکلوں سے چھٹکارا پانے کے لئے مقبولین کی شفاعت کو وسیلہ قرار دیا ہوا ہے۔ امام اہلسنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ فرماتے ہیں!

مژدہ باد اے عاصیو! شافع شہ ابرار ھے
تہنیت اے مجرمو! ذات خدا غفار ھے

معلوم ہوا کہ کوئی مشکل ایسی نہیں جسے اللہ تعالیٰ حل نہ فرماتا ہو اور کوئی نبی ولی ایسے نہیں جنہیں حل مشکلات کا ذریعہ نہ بنایا گیا ہو۔

سوال نمبر ۸۔ کیا خدا کے سوا جو ہستی مشکل سے نکال سکتی ہے وہ مشکل ڈال بھی سکتی ہے یا اس کی ڈیوٹی صرف حل کرنے پر ہے؟ اگر وہ مشکل حل کر سکتی ہے تو پھر ڈالنے والا کون ہے؟

جواب۔ حقیقت میں ہر مشکل ڈالتا بھی خدا ہے اور نکالتا بھی خدا ہے، جس طرح وہ اپنی مخلوق کے ذریعہ مشکلات دور فرماتا ہے یوں ہی اپنی بعض مخلوق کے ذریعہ مشکلات ڈالتا بھی ہے، اگر خدانخواستہ سانپ، بچھو وغیرہ موذی جانور اذیت پہنچائیں تو اس مشکل میں خدا ہی نے ڈالا ہے، یہ چیزیں صرف ذریعہ بنی ہیں، پھر اگر تریاق وغیرہ اس اذیت کو ختم کر دیں تو حقیقت میں یہ تکلیف خدا ہی نے دور کی ہے، تریاق وغیرہ صرف ذریعہ بنے ہیں، حضور اقدس ﷺ کی شان میں ابوجہل نے گستاخی کی تو اس کے دل پر کفر کی ابدی مہر لگ گئی، یہ مہر خدا ہی نے لگائی تھی، مگر حضور اقدس ﷺ کی گستاخی اس کا ذریعہ بنی اور حضرت ابوبکر صدیق نے غلامیٔ مصطفےٰ ﷺ کا حق ادا کر دیا تو سب صحابہ پر فضیلت دیئے گئے، یہ فضیلت انہیں اللہ تعالیٰ ہی نے بخشی، مگر حضور اقدس ﷺ کی نگاہ رحمت اس کا وسیلہ قرار پائی (فالحمد لله علىٰ ذالك)

سوال نمبر ۹۔ بالآخر نتیجہ یہ نکلے گا کہ خدا تعالیٰ مشکلات ڈالنے والا ہے اور غیر اللہ مشکل حل کرنے والا، بالفرض ایک ہستی مشکل ڈالنے پر مصر ہو اور دوسری مشکل حل کرنے پر تو دونوں میں سے کون سی ہستی اپنا فیصلہ واپس لے لے گی؟

جواب۔ یہ تقسیم سائل کا اپنا اختراع ہے، اس کا کوئی مسلمان قائل ہے نہ کارخانہ قدرت میں اس کی کوئی گنجائش ہے، جیسا کہ سوال نمبر ۸ کے جواب میں بیان ہوا، سائل نے نہ خالق کی قدرت کو جانا، نہ مخلوق کی حیثیت کو پہچانا اور یونہی جہل مرکب کی وادی میں بھٹکتا پھر رہا ہے، **حیرت ہے ان لوگوں پر جو اس جاہل کے سوالوں پر خوش ہیں۔**

سوال نمبر ۱۰۔ کسی بھی برگزیدہ یا گنہگار ہستی کا جنازہ پڑھنا ہو تو اس کی بخشش کے لئے اللہ کو آواز دی جائے یا مشکل کشا کو؟

جواب۔ نماز جنازہ میں پست آواز کے ساتھ اللہ ہی کی بارگاہ میں طلب بخشش کی التجا کی جاتی ہے مگر دعا سے پہلے بارگاہ اقدس ﷺ میں درود وسلام عرض کرنے کا حکم دیا گیا ہے تا کہ نماز جنازہ پڑھنے والے یقین کر لیں کہ مشکل کشا عطائی پیارے مصطفے ﷺ کا نام لئے بغیر اور صلوٰۃ وسلام کا وسیلہ پیش کئے بغیر نہ نماز جنازہ قبول ہوتی ہے اور نہ کوئی مشکل آسان ہوتی ہے، اسی لئے قرآن مجید نے منافقوں کی نماز جنازہ پڑھنے سے روکا ہے (سورۃ توبہ) کیونکہ منافق لوگ وسیلے کے بھی منکر ہوتے ہیں اور مصطفے ﷺ کی طرف رجوع کرنے کے بھی، تو ان کی نماز جنازہ کا انہیں کچھ فائدہ نہیں ہوتا، سائل اس میں فرق نہ سمجھے تو یہ اس کی بد دیانتی یا بے بصیرتی ہے۔ (والعیاذ باللہ تعالیٰ)